محمد قیصر حسین ندوی

شیخ الاسلام بقی بن مخلد اندلسی
حصول علم میں فنائیت کا ایک مثالی نمونہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے روز اول ہی سے علم کو صبر وشکر' جدوجہد' محنت و جفاکشی' عزم وحوصلہ' بلند ہمتی' دنیا سے بے رغبتی' زندگی کی سادگی' معیشت کی تنگی' راتوں کی بیداری' طلب کی بے انتہا خواہش' دعا وانابت الی اللہ' اس کے لئے سفر' اس کے مراجع ومصادر' ائمہ وماہرین فن کی تلاش وجستجو' ان کیلئے تواضع وانکساری' فضل وکمال کا اعتراف اوران کے شکر سے مربوط کردیا ہے' یہی وجہ ہے' ہمارے علماء سلف' عبقری اسلامی شخصیات' محدثین عظام اور فقہاء کرام نے ایک ایک حدیث' ایک ایک مسئلہ' ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کیلئے ہزار ہا ہزار میل کا سفر کیا' مشقتیں جھلیں' پریشانیاں اٹھائیں اور مصیبتوں کا شکار اور معاشی تنگی سے دوچار ہو کر اپنے بدن کے کپڑے تک بیچنے پر مجبور ہوئے راتوں کی نیند کو حرام کیا' حصول علم کیلئے ناقابل یقین حیلے اور تدبیریں اختیار کیں' ان کے علمی اسفار کے ناقابل فہم اور نادر حوادث وواقعات سے اسلامی سیرت وسوانح کی کتابیں بھری پڑی ہیں' ان کتابوں کا ہمیشہ سے تعلیم وتربیت' ہمت وارادہ کی بلندی' عزم وحوصلہ کی پختگی' مقاصد کی رفعت' نیتوں میں خلوص' خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے' اخلاق وسلوک کو سنوارنے' تعلیمی میدان کی رکاوٹوں اور پریشانیوں پر قابو پانے' قناعت وکفایت شعاری پر آمادہ کرنے' طلباء میں جوش وولولہ' حماس ونشاط کی نئی روح پھونکنے میں موثر ونمایاں رول رہا ہے اسی وجہ سے حضرت مولانا علی میاںؒ اپنی خاص علمی مجلسوں میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر طالب علم اور استاذ کو علماء سلف وناہینا علماء کا سال میں دوبار (اختتام وابتداء میں) پڑھنا نہایت ضروری ہے۔

انہیں نابغہ روزگار شخصیات میں ایک مثالی شخصیت امام حافظ شیخ الاسلام ابوعبدالرحمن بقی بن مخلد اندلسی کی ہے جو ۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۶ھ میں دار فنا سے دار بقاء رحلت فرما گئے۔

ڈاکٹر محمد فواد سزکین اپنی کتاب تاریخ التراث العربی ص/ ۲۳۸ پر رقم طراز ہیں کہ بقی بن مخلد قرطبی نے طلب علم میں مصر' شام' حجاز' بغداد کا دوبار سفر کیا' پہلا مرحلہ چودہ سال اور دوسرا بیس سال پر مشتمل ہے ان کا سارا سفر اندلس سے پیدل ہی ہوا جیسا کہ خود انہوں نے صراحت کی ہے کہ میں نے ہر عالم سے پیدل سفر کر کے علم حاصل کیا' ان کے شاگرد ابوعبدالرحمٰن بن محمد کہتے ہیں کہ بقی لمبے قد کے تھے' پیدل چلنے پر قوی تھے ان کو کبھی کسی سواری پر سوار نہیں دیکھا گیا' منکسر المزاج تھے جنازہ میں پابندی سے حاضر ہوتے (تذکرہ الحفاظ ۲/ ۶۳۰ والسیر ۱۳/ ۲۹۱)

علامہ یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ حافظ امام شیخ الاسلام بقی بن مخلد اندلسی نے اپنے شاگردوں

سے کہا کہ تم لوگ جس طرح علم حاصل کر رہے ہو اس طرح علم حاصل نہیں کیا جاتا کہ جب کوئی کام نہیں ہے تو جلد علم حاصل کر لیں، دوران طالب علمی میرے اوپر کئی دن ایسے گزر جاتے تھے کہ مجھے بند گوبھی کے پھینکے ہوئے پتوں کے علاوہ کچھ کھانے کو نہیں ملتا تھا اور میں کاغذ خریدنے کے لئے اپنے کپڑے تک بیچنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔

انہوں نے بیس سال کی عمر میں پیدل بغداد کا سفر کیا۔ ان کا مقصد صرف امام احمد حنبل سے ملاقات اور علم حاصل کرنا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد سے قریب ہوا تو مجھے امام احمد حنبل کا مسئلہ خلق قرآن کی آزمائش وابتداء میں مبتلا ہونے کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ ان پر قدغن لگی ہوئی ہے نہ ان سے مل سکتے ہیں اور نہ حدیث سن سکتے ہیں اس خبر سے مجھے شدید صدمہ پہنچا، میں بغداد ہی میں ٹھہر گیا اور جامع مسجد کے حلقہ درس میں بیٹھنے اور علماء کا علمی مذاکرہ سننے کی نیت سے حاضر ہوا، ایک علمی حلقہ میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص لوگوں کے احوال بیان کر رہا ہے، کسی کو ضعیف بتا رہا ہے اور کسی کو ثقہ، میں نے اپنے قریب بیٹھے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا یحییٰ بن معین ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ایک غریب الوطن ہوں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں انہوں نے اجازت دے دی۔ تو میں نے بعض ان محدثین کے بارے میں پوچھا جن سے ہماری ملاقات ہوئی تھی، انہوں نے بعض کی جرح کی اور بعض کی تعدیل، اخیر میں میں نے ہشام بن عمار کے بارے میں پوچھا (میں نے ان سے بہت زیادہ حدیثیں روایات کی ہیں) تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوالولید ہشام بن عمار نمازی تھے، دمشق کے رہنے والے ثقہ بلکہ فوق الثقہ تھے اگر ان میں تکبر اور گھمنڈ بھی ہوتا تو ان کے خیر اور فضل وکمال کی وجہ سے ان کو نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا پھر حلقہ والوں نے چیخنا شروع کر دیا کہ اب آپ سوال مت کیجئے دوسروں کو بھی سوال کرنا ہے میں نے کھڑے کھڑے ان سے کہا کہ صرف ایک آدمی یعنی احمد بن حنبل کے احوال بیان فرمادیجئے۔ یہ سن کر حضرت یحییٰ بن معینؒ نے تعجب خیز انداز میں مجھے گھورتے ہوئے کہا کہ مجھ جیسا امام احمد بن حنبل کے احوال کیا بیان کرے گا؟ وہ مسلمانوں کے امام، ان میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ فضل وکمال والے ہیں۔

پھر میں امام احمد بن حنبل کے گھر کا پتہ پوچھتا ہوا، وہاں سے نکلا اور ان کے دروازہ کو کھٹکھٹایا تو انہوں نے دروازہ کھولا، میں نے عرض کیا حضرت میں ایک غریب الوطن اجنبی ہوں اس شہر میں پہلی بار حاضر ہوا ہوں، میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا طالب اور سنت نبوی کا جامع ہوں میں نے صرف آپ کا نیاز حاصل کرنے کے لئے سفر کیا ہے، انہوں نے فرمایا اندر آجاؤ، خیال رکھنا کہ تم پر کسی کی نگاہ نہ پڑنے پائے پھر انہوں نے پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا مغرب اقصیٰ کا، پھر پوچھا افریقہ؟ میں نے جواب دیا کہ افریقہ سے بھی بہت زیادہ دور اندلس کا رہنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یقیناً تمہارا ملک بہت دور ہے اور تم جیسوں کے حصول مقصود ومطلوب پر اچھی طرح مدد کرنا میری ترجیحات اور مرغوبات میں سے ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ میں اس وقت ابتلاء وآزمائش کے دور سے گزر رہا

ہوں' شاید اس کی اطلاع تمہیں بھی ملی ہوگی' میں نے کہا کیوں نہیں؟ مجھے اس حال میں اطلاع ملی کہ میں آپ کے شہر کے قریب پہنچ چکا تھا' پھر میں نے کہا کہ حضرت میں یہاں پہلی بار آیا ہوں اور مجھے یہاں کوئی جانتا پہچانتا نہیں ہے اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں روز آپ کے پاس ایک بھکاری کے بھیس میں آؤں گا اور دروازہ پر بھکاریوں کی طرح آواز لگاؤں گا اور آپ دروازے کے پاس آ کر صرف ایک حدیث سنا دیں گے۔ یہ میرے لئے کافی ہوگی' انہوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا' لیکن بشرطیکہ تم کسی حلقہ درس میں نظر نہیں آؤ گے اور نہ کسی محدث سے ملو گے۔ میں نے کہا آپکی شرط مجھے منظور ہے' اس کے بعد میں اپنے ہاتھ میں ایک لاٹھی لیتا تھا سر پر ایک کپڑے کا ٹکڑا لپیٹتا تھا اور اپنی آستین میں کاغذ اور دوات رکھتا تھا اور آواز لگاتا ہوا ان کے دروازہ کے پاس پہنچ جاتا تھا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے کر ثواب دارین حاصل کرو۔ حضرت امام صاحبؒ آواز سن کر نکلتے تھے اور مجھے گھر کے اندر داخل فرما کر دروازہ بند کر لیتے تھے اور مجھے کبھی دو کبھی تین اور کبھی اس سے بھی زیادہ حدیثیں سنا دیتے تھے اس طرح میرے پاس تقریباً تین سو (۳۰۰) حدیثیں جمع ہوگئیں' میں اسی طرح حدیثیں جمع کرتا رہا حتی کہ حاکم وقت کا انتقال ہوگیا اور ان کی جگہ ایک ایسا آدمی خلیفہ ہوا جو اہل سنت والجماعۃ کے مسلک پر تھا امام احمد بن حنبلؒ کی آزمائش ختم ہوگئی۔ اور وہ سامنے آئے ان کا مقام و مرتبہ لوگوں کی نگاہ میں بہت بلند ہوگیا لوگ ان کے پاس دور دراز ملکوں سے حدیث سیکھنے آنے لگے' وہ عملی میدان میں میرے صبر و تحمل' محنت و لگن' جفاکشی و مشقت سے خوب واقف تھے' میں جب بھی ان کے حلقہ درس میں حاضر ہوتا وہ مجھے جگہ دیتے اپنے سے قریب کرتے اور محدثین سے فرماتے' حقیقت میں یہ طالب علم ہیں! پھر ان کے سامنے میرا قصہ بیان فرماتے' مجھے حدیث دیتے اس کو میرے سامنے پڑھتے اور میں ان کے سامنے پڑھتا۔

ایک بار میں بیمار ہوگیا تو انہوں نے مجھے اپنے حلقہ درس میں نہیں دیکھا' میرے بارے میں پوچھا ان کو بتایا گیا کہ میں بیمار ہوں' فوراً اپنے شاگردوں کے ساتھ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں لیٹا ہوا تھا اور میرے سرہانے میری کتابیں تھیں۔ میں لوگوں سے کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ ان کو بتاؤ کہ مسلمانوں کے امام صاحبؒ تشریف لا رہے ہیں۔ امام صاحبؒ تشریف لائے اور میرے سرہانے بیٹھ گئے۔ مکان لوگوں سے کھچا کھچ بھر چکا تھا بلکہ جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک جماعت کھڑی تھی ان کے ہاتھوں میں قلم تھے' امام صاحب نے صرف اتنا فرمایا آپ کو اللہ کے ثواب کی بشارت ہو اور صحت و عافیت نصیب ہو' لوگ ان کے کلمات لکھ رہے تھے جب وہ واپس چلے گئے تو مکان والے میرے پاس آئے اور محبت و اکرام کا معاملہ کرنے لگے اور بغیر کسی معاوضہ کے میری خدمت میں لگ گئے کوئی بستر لایا' کوئی عمدہ قسم کا کھانا لایا' کوئی لحاف لایا غرض یہ کہ میرے گھر والوں سے بھی زیادہ میری تیمارداری و خدمت کرنے لگے' کاش! ہم لوگوں کو بھی ان حضرات کی طرح محنت و مشقت برداشت کرنے' مصیبتوں اور پریشانیوں کو جھیلنے اور راہ علم کی رکاوٹوں اور دشواریوں پر قابو پانے کی توفیق ملتی!!